باب سوم

# اُسوۂ رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اللہ کے بندے اور اس کے رسُول ہیں۔ انھوں نے ایک مثالی انسان کی زندگی گزاری۔ دکھ سہے، خوشیاں دیکھیں، ناکامیاں برداشت کیں، اور کامیابیاں حاصل کیں۔ جنگیں بھی لڑیں اور امن کی حالت میں بھی رہے۔ سفر کی زندگی بھی دیکھی اور گھر کی بھی۔ اور تمام حالتوں میں اللہ تعالیٰ کے بتلائے ہوئے راستے سے سرِ مُو نہیں ہٹے، اور اللہ کے احکام بہترین طریقے سے بجا لاتے رہے۔ اس طرح انھوں نے ہمیں بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے احکام بجا لانا اور اس کے بتائے ہوئے راستے پر چلنا ایک مسلمان کے لیے کچھ بھی مشکل نہیں۔

رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی زندگی قرآن مجید کی تشریح و تفسیر ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے۔

كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنُ

ترجمہ:۔ "قرآن مجید ہی آپ کا اخلاق تھا"

اس لیے آپؐ کے اُسوۂ حسنہ کو سمجھنے اور اس کی پیروی کرنے میں دین و دُنیا کی بھلائی ہے:۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (سورہ احزاب : 21)

"تم لوگوں کے لیے رسُول اللہ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے"

اُسوۂ حسنہ کی تفصیلات سیرت کی کتابوں میں موجود ہیں جو اس مختصر باب میں نہیں سما سکتیں۔ البتہ ہم حضورؐ کے اخلاقِ مبارک میں سے چند ایک کا ذکر کرتے ہیں۔

## رحمۃٌ للعالمین

اللہ تعالیٰ نے رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو تمام جہانوں کے لیے رحمت



بنا کر بھیجا۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (سورہ الانبیاء : 107)

ترجمہ:۔ "ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے"

آپؐ نے دُنیا کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا کر اس کے عذاب سے بچایا۔ ایک اللہ کی عبادت اور اس سے محبت سکھائی۔ ایک ایسا نظامِ زندگی دیا جو انسانیت کو امن و سلامتی کی طرف لے جاتا ہے اور نوعِ انسان کے لیے سراسر رحمت ہے۔ اس طرح آپؐ تمام جہانوں کے لیے اللہ کی رحمت ثابت ہوئے۔ آپؐ خود بھی رحمت اور محبت کا پیکر ہیں۔ تمام عمر آپ مخلوقِ خدا سے لطف و کرم کے ساتھ پیش آتے رہے۔

## اُمت پر شفقت و رحمت

اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے بارے میں فرمایا ہے۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (سورہ التوبہ : ۸ )

ترجمہ:۔ "تمھارے پاس اللہ کا ایک رسُول آیا ہے۔ جو تمھیں میں سے ہے۔ تمھاری تکلیف اس پر گراں گزرتی ہے۔ تمھاری بھلائی کے خواہش مند رہتے ہیں۔ اہل ایمان کے ساتھ بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں"

آپؐ قرض داروں کا قرض ادا فرماتے، حاجت مندوں کی حاجت پوری کرتے۔ ناداروں اور مفلوک الحال لوگوں کی مدد کرتے۔ آپؐ نے عمر بھر اپنے دروازے سے کسی سائل کو محروم واپس نہیں لوٹایا۔ اپنے ساتھیوں کو تکلیف میں دیکھ کر بے قرار ہو جاتے اور ان کی اعانت فرماتے۔ غم زدوں کی دلجوئی کرتے۔ آپؐ کو اپنے صحابہؓ کی تکلیف اتنی گراں گزرتی کہ انھیں دینی امور میں بھی دشواری میں ڈالنا پسند نہ فرماتے۔ آپؐ کا ارشاد ہے: "اگر امت پر دشواری نہ ہوتی تو میں انھیں ہر نماز کے لیے مسواک کرنے کا حکم دیتا۔" آپؐ اہل ایمان کے لیے بالخصوص سراپا رحمت ہیں۔

## کافروں پر رحمت

آپؐ کی رحمت صرف مومنین تک محدود نہ تھی، کافروں کے لیے بھی ہمیشہ رحمت رہے۔ گذشتہ امتوں پر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی وجہ سے مختلف عذاب آتے رہے لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات کی وجہ سے کفار مکہ تمام تر نافرمانیوں کے باوجود دُنیا میں عذاب سے محفوظ رہے۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ط (سورہ الانفال : 33 )

ترجمہ :-"اور اللہ ان پر عذاب نازل نہیں کرے گا جب تک آپؐ ان میں موجود ہیں"

ایک دفعہ آپؐ کو کفار کی طرف سے سخت تکلیف پہنچی۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے لیے بددعا کریں۔ آپؐ نے فرمایا! میں لعنت کرنے والا نہیں۔ میں تو صرف رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ قبیلہ دوس نے سرکشی و نافرمانی کی تو آپؐ نے بددعا کی جگہ یہ دعا کی۔

اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَّائْتِ بِهِمْ

ترجمہ :-"اے اللہ! قبیلہ دوس کو ہدایت دے اور ان کو دائرہ اسلام میں لا"

طائف میں جب کفار نے آپؐ کو پتھر مار مار کر زخمی کیا تو آپؐ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے۔

اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ

ترجمہ :- اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے۔ یہ نہیں جانتے کہ یہ کیا کر رہے ہیں۔

## عورتوں کے لیے رحمت

عرب کے معاشرے میں عورت کی کوئی عزت تھی نہ مقام تھا۔ لڑکیوں کا وجود



باعثِ شرم سمجھا جاتا تھا۔ حضورؐ نے انھیں عزت و احترام عطا کیا۔ ان کے حقوق اور فرائض متعین کیے اور انھیں ماں، بیٹی، بہن اور بیوی ہر حیثیت سے معاشرے میں صحیح مقام سے نوازا۔ آپؐ کا ارشاد ہے۔

"اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّهَاتِ"

ترجمہ :-"جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے"

آپؐ نے یہ بھی فرمایا:

"خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ"

ترجمہ:-"تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا ہے"

## بچّوں کے لیے رحمت

نبی محترمؐ بچوں پر نہایت شفقت فرماتے تھے اور ان سے بے انتہا پیار کرتے۔ ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسن بن علیؓ سے پیار کر رہے تھے۔ اقرع بن حابس تمیمی بھی محفل میں موجود تھے۔ انھوں نے کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے دس بچے ہیں۔ میں نے کبھی کسی کو اس طرح پیار نہیں کیا۔ آپؐ نے فرمایا۔

"جو رحم نہیں کرتا۔ اس پر رحم نہیں کیا جاتا"

## یتیموں اور غلاموں کے لیے رحمت

آپؐ یتیم بچوں پر بہت زیادہ مہربان تھے۔ آپؐ نے فرمایا:

"اَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا"

ترجمہ :- میں اور یتیم کی نگہداشت کرنے والا جنت میں یوں ہوں گے (اور اپنی دونوں انگلیاں ملالیں)"

اس طرح غلاموں کے متعلق آپؐ کا ارشاد ہے کہ "تمھارے غلام تمھارے بھائی ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے تمھارا ماتحت بنایا ہے۔ تم جو خود کھاؤ، وہی انھیں بھی

کھلاؤ۔ اور جیسا خود پہنو ویسا ہی انھیں بھی پہناؤ۔ اور ان کی طاقت سے زیادہ ان پر کام کا بوجھ نہ ڈالو۔"

# اخوت

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے عرب معاشرے میں فتنہ وفساد اور جنگ وجدال روزمرہ کا معمول تھا۔ ذرا ذرا سی بات پہ آپس میں لڑ پڑتے تھے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر قبیلوں میں لڑائیاں چھڑ جاتی تھیں۔ اور پھر سالہا سال تک جاری رہتی تھیں۔ آپؐ نے اپنے کردار اور انقلابی تعلیم سے ان کا مزاج بدل دیا دشمن دوست ہوگئے اور خون کے پیاسے بھائی بن گئے۔ اسی نعمت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا (سورہ آل عمران : 103)

ترجمہ:۔ اور تم پر جو اللہ کا انعام ہے اس کو یاد کرو۔ جب کہ تم دشمن تھے، تو اللہ تعالیٰ نے تمھارے قلوب میں اُلفت ڈال دی۔ سو تم اس کے انعام سے آپس میں بھائی ہوگئے۔

محبت کا یہ جذبہ جو رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں پیدا ہُوا کسی اور طریقے سے نہیں پیدا کیا جاسکتا تھا۔ نہ وعظ ونصیحت سے اور نہ مال دولت سے۔

وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ۭ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ (سورہ الانفال : 63)

ترجمہ:۔ "اور ان کے قلوب میں الفت پیدا کردی اور اگر آپ دُنیا بھر کا مال خرچ کرتے تب بھی ان کے قلوب میں الفت پیدا نہ کرسکتے لیکن اللہ ہی نے ان میں باہم محبت پیدا کردی۔ بے شک وہ زبردست اور حکمت والا ہے۔"



جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو آپؐ نے مہاجرینِ مکہ وانصارِ مدینہ کے درمیان بھائی چارے کا رشتہ قائم کردیا۔ ہر مہاجر کو کسی اُنصاری کا دینی بھائی بنایا اور اس طرح "مُواخات" کا ایک ایسا رشتہ قائم کردیا جس کی مثال دُنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ انصار نے اپنے مکانات، باغات اور کھیت آدھوں آدھ اپنے بھائیوں کو پیش کیے۔ تاہم اکثر مہاجرین نے تجارت ومحنت سے پیٹ پالنے کو ترجیح دی۔

مسلمانوں پر جب بھی کوئی تکلیف کا وقت آئے، تو دوسرے مسلمانوں کو اس تکلیف میں مالی وجانی دونوں طریقوں سے شرکت کرنی چاہیے۔ یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسوہ حسنہ ہے۔

مسلمان جب بھی کسی تکلیف میں مبتلا ہوں تو دوسرے مسلمان بھائیوں کو رسول رحمتؐ کے اسوہ حسنہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان کا ساتھ دینا چاہیے۔ اور انھیں تنہا نہیں چھوڑنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

" اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ " (سورۃ الحجرات : 10)

ترجمہ:۔ "یقیناً تمام مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

" اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهٗ وَلَا يُسْلِمُهٗ "

ترجمہ:۔ "مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے۔ اور نہ اسے بے یار ومددگار چھوڑتا ہے۔"

# مساوات

مساوات اِسلامی معاشرے کی بنیاد ہے۔ جس کے بغیر کوئی معاشرہ نہ صالح رہ سکتا ہے نہ ترقی کرسکتا ہے۔ اونچ نیچ اور ذات پات کے امتیازات سے معاشرے میں ہزاروں خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں اپنے

قول وعمل سے مساوات کی بہترین تعلیم دی ہے۔

آپؐ کے نزدیک امیر وغریب حاکم ومحکوم آقا وغلام سب برابر تھے۔ آپؐ نے ذات پات اور رنگ ونسل کے تمام امتیازات مٹا دیے۔ حضرت سلمان فارسیؓ صہیب رومی اور بلال حبشیؓ کی قدر ومنزلت رسولؐ اللہ کی نگاہ میں قریش کے معززین سے کم نہ تھی۔ مساوات کا عملی مظاہرہ اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتا ہے کہ آپؐ نے اپنی پھوپھی زاد حضرت زینبؓ کی شادی اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زیدؓ سے کروا دی۔ خود اپنے بیٹھنے کے لیے الگ جگہ مخصوص نہ کی۔ صحابہ کرام کے درمیان بے تکلفی سے بیٹھ جاتے۔ آپؐ کا لباس عام مسلمانوں کا لباس تھا۔ آپؐ کا حجرہ نہایت سادہ اور مختصر تھا۔ اور آپؐ کی غذا سادہ تھی۔

مسجدِ قبا اور مسجدِ نبوی کی تعمیر میں آپؐ نے صحابہ کے ساتھ مل کر کام کیا۔ غزوۂ احزاب کے موقع پر اپنے ہاتھوں سے پتھر توڑے اور خندق کھودی اور کسی موقع پر بھی اپنے آپ کو دوسروں سے برتر نہیں سمجھا۔

خطبہ حجۃ الوداع میں آپؐ سے ساری دُنیا کے انسانوں کو مساوات کا پیغام دیتے ہوئے فرمایا۔

" اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ وَّاِنَّ اَبَاكُمْ وَاحِدٌ اَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى عَجَمِيٍّ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلٰى عَرَبِيٍّ وَّ لَا اَبْيَضَ عَلٰى اَسْوَدَ وَلَا لِاَ سْوَدَ عَلٰى اَبْيَضَ اِلَّا بِالتَّقْوٰى "

ترجمہ:۔ "اے لوگو! تم سب کا پروردگار ایک ہے اور تم سب کا باپ بھی ایک ہے۔ کوئی فضیلت نہیں عربی کو عجمی پر نہ عجمی کو عربی پر۔ نہ گورے کو کالے پر نہ کالے کو گورے پر، سوائے تقوی کے۔

# صبر و استقلال

صبر کے لغوی معنی روکنے اور برداشت کرنے کے ہیں۔ یعنی اپنے نفس کو خوف



اور گھبراہٹ سے روکنا اور مصائب و شدائد کو برداشت کرنا۔ اِستقلال کے لغوی معنی اِستحکام اور مضبوطی کے ہیں۔ الغرض صبرِ واستقلال، دل کی مضبوطی، اخلاقی بلندی اور ثابت قدمی کا نام ہے۔ قرآن مجید میں صبر کی بڑی فضیلت اور اہمیت بیان کی گئی ہے۔ قرآن میں حضرت لقمان کی اپنے بیٹے کو نصیحت نقل کی گئی ہے:

" وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ط اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ

(سورہ لقمان : 17)

ترجمہ:۔ اور جو مصیبت تجھے پیش آئے اسے برداشت کر۔ یہ بڑے عزم کی بات ہے۔

دوسری جگہ پر فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (سورہ بقرہ : 153)

ترجمہ:۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مصیبت اور پریشانی کے وقت اپنے بندوں کو صبر و رضا کی تاکید کی ہے اور چونکہ انسان کی جان اور اس کا مال سب اللہ کا عطا کردہ ہے۔ اس لیے انسان پر لازم ہے کہ آزمائش کے وقت رضائے اِلٰہی کی خاطر صبر و سکون سے کام لے۔ جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت کا اعلان فرمایا تو کفار نے آپؐ کو طرح طرح کی اذیتیں دیں۔ آپؐ کو جھٹلایا۔ آپؐ کا مذاق اڑایا۔ کسی نے (معاذاللہ) جادوگر کہا اور کسی نے کاہن، مگر آپؐ نے صبر و استقلال کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور تبلیغِ دین سے منہ نہ موڑا۔

ایک دن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خانہ کعبہ کے نزدیک نماز پڑھ رہے تھے۔ حرم شریف میں اس وقت کفار کی ایک جماعت موجود تھی۔ عقبہ بن ابی معیط نے ابوجہل کے اکسانے پر اونٹ کی اوجھڑی سجدہ کی حالت میں آپؐ کی پشت مبارک پر ڈال دی اور مشرکین زور زور سے قہقہے لگانے لگے۔ کسی نے آپؐ کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ وہ فوراً دوڑی ہوئی آئیں۔ اور غلاظت

آپؐ کی پشت سے دور کی اور ان کافروں کو بد دعا دی۔ اس پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "بیٹی صبر سے کام لو۔ اللہ تعالیٰ انھیں ہدایت دے۔ یہ نہیں جانتے کہ ان کی بہتری کس چیز میں ہے۔"

ابولہب حضورؐ کا چچا تھا لیکن جب سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبلیغِ دین شروع کی وہ اور اس کی بیوی اُمِ جمیل دونوں آپؐ کے دشمن ہو گئے۔ ابولہب نے یہ کہنا شروع کیا۔ "لوگو! (معاذ اللہ) یہ دیوانہ ہے۔ اس کی باتوں پر کان نہ دھرو۔" اس کی بیوی حضورؐ کے راستے میں کانٹے بچھاتی تھی۔ کئی مرتبہ آپؐ کے تلوے لہولہان ہو گئے۔ مگر آپؐ نے نہایت صبر واستقلال کے ساتھ اس تکلیف کو برداشت کیا۔ کبھی بد دعا کے لیے ہاتھ نہ اٹھائے۔

ابولہب نے حضور اکرمؐ کے حقیقی چچا ہونے کے باوجود آپؐ سے دشمنی میں حد کردی جسے اللہ تعالیٰ نے بے حد ناپسند فرمایا اور قرآن مجید میں ابولہب اور اُس کی بیوی کی ہلاکت کے لیے ایک پوری سُورۃ نازل ہوئی جو قرابت داروں کے حقوق کا خیال نہ رکھنے والوں کے لیے ایک سبق بھی ہے۔

دشمنانِ حق نے جب یہ دیکھا کہ ان کی تمام تدبیروں کے باوجود حق کا نور چاروں طرف پھیلتا جا رہا ہے۔ تو انھوں نے نبوت کے ساتویں برس محرم الحرام میں خاندان بنو ہاشم سے قطع تعلق کر لیا۔ جس کی رو سے تمام قبائل عرب کو اس بات کا پابند کیا گیا کہ وہ بنو ہاشم سے ہر طرح کا لین دین اور میل جول بند کر دیں اور ابولہب کے سوا پورا خاندان بنو ہاشم تین سال تک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شعب ابی طالب میں محصور رہا۔ اس دوران انھوں نے اتنی تکلیفیں اٹھائیں جن کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مگر اس موقع پر "رحمۃ للعالمین" نے نہایت صبر وضبط اور بڑی پامردی و استقامت سے ان حالات کا مقابلہ کیا۔ اس طرح آپؐ کے جان نثار صحابہ کرامؓ بھی رضائے الٰہی کی خاطر مصروف جہاد رہے اور اس راہ میں پیش آنے والی تمام تکلیفوں کو بے مثال صبر واستقامت اور پامردی سے برداشت کرتے رہے۔



# عفو و درگزر

عفو ودرگزر ایک بہترین اخلاقی وصف ہے۔ اس سے دشمن دوست ہو جاتے ہیں۔ اور دوستوں میں محبت بڑھ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے لیے جو صفات پسند فرمائی ہیں۔ ان میں عفو ودرگزر بھی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ (سورہ آل عمران : 134)

ترجمہ :۔ "اور وہ مومن غصہ پی جانے والے ہیں اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں۔"

رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں کی غلطیوں کو تو معاف فرمایا ہی کرتے تھے۔ دشمنوں سے بھی عفو ودرگزر کرتے تھے۔ ایک دفعہ رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وادی طائف کا قصد فرمایا کہ ان لوگوں کو دین اسلام کی دعوت دیں۔ طائف کے سرداروں نے آپؐ کی دعوت قبول کرنے کے بجائے نہایت تکلیف دہ سلوک کیا۔ اور آپؐ پر اتنے پتھر برسائے کہ جسم لہولہان ہو گیا اور جوتے خون سے بھر گئے۔ اس وقت جبرائیل امین علیہ السلام تشریف لائے اور اللہ کے حکم سے انھوں نے عرض کیا۔ "آپؐ حکم دیں تو طائف کے دونوں پہاڑوں کو آپس میں ملا دوں اور یہ لوگ پس کر نیست ونابود ہو جائیں۔" مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ صرف یہ کہہ کر انھیں معاف فرمایا بلکہ دعا فرمائی۔ "اے اللہ ان کو ہدایت دے۔"

فتحِ مکہ کے موقع پر صحنِ کعبہ میں قریش کا اجتماع تھا۔ یہ سب وہ لوگ تھے جنھوں نے دس سال تک رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کو بے اندازہ تکلیفیں پہنچائی تھیں جس کی وجہ سے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنی پڑی تھی۔ اب یہ لوگ مجبور وبے بس تھے۔ اور ڈر رہے تھے کہ نہ جانے ان سے کس قسم کا انتقام لیا جائے گا۔ رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی طرف توجہ کی اور پوچھا۔ "اے گروہ قریش تم جانتے ہو میں تمھارے ساتھ کیا برتاؤ کرنے والا ہوں؟" انھوں نے جواب دیا۔ "ہاں۔ آپؐ نیک برتاؤ کریں گے۔ کیونکہ آپؐ مہربان ہیں اور مہربان بھائی کے بیٹے

ہیں؟" آپؐ نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی اور سب کو معاف کر دیا۔

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ (سورہ یوسف : 92)

ترجمہ:۔ تم پر آج کوئی الزام نہیں۔ اللہ تمھارا قصور معاف کرے۔ وہ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے۔

# ذکر

ذکر کے معنی ہیں کسی کو یاد کرنا۔ دین کی اِصطلاح میں اس سے مراد اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا ہے۔ قرآن میں بار بار اللہ کو یاد کرنے اور یاد رکھنے کا حکم آیا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا (سورہ الاحزاب : 41)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو تم اللہ کو بہت زیادہ یاد کرو۔

مومنوں کی تعریف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (سورہ النور : 37)

ترجمہ:۔ وہ ایسے مرد ہیں جن کو نہ تجارت اللہ کی یاد سے غافل کرتی ہے نہ خرید و فروخت۔

اور ذکر کی تعریف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (سورہ الرعد : 28)

ترجمہ:۔ اور معلوم رہے اللہ کے ذکر ہی سے دلوں کو سکون ملتا ہے۔

سب سے بہتر ذِکرِ الٰہی نماز ہے۔ اس میں دل، زبان اور پورا جسم اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ اس لیے رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بکثرت نماز پڑھا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنی دیر تک نماز میں اپنے رب کے حضور کھڑے رہتے کہ پائے مبارک سوج جاتے۔ میں عرض کرتی یا رسُولؐ اللہ! آپؐ کے لیے اللہ تعالیٰ نے جنت لکھ دی ہے۔ پھر آپؐ یوں اتنی مشقت کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا! کیا میں اللہ تعالیٰ کا



شکرگزار بندہ نہ بنوں؟

کثرت سے یادِ الٰہی میں مشغول رہنا اور راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر نماز پڑھنا رسُول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا اُسوۂ حسنہ ہے۔ آپؐ فرض نمازوں کے ساتھ نوافل کا خاص اہتمام کرتے تھے خصوصاً صبح صادق سے پہلے رات کو اٹھ کر نمازِ تہجّد کا۔ اس کا ذکر قرآن مجید میں بھی آیا ہے۔

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

ترجمہ:۔ اور رات کے کچھ حصّے میں تہجد پڑھ لیا کیجیے جو آپ کے حق میں زائد چیز ہے شاید آپ کا پروردگار آپ کو مقام محمود دے۔ (بنی اسرائیل:79)

نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ہے بہترین ذکر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه ہے۔ ذکر کے اور بھی بہت سے مسنون طریقے ہیں۔ جو احادیث کی کتابوں میں تفصیل سے مذکور ہیں۔ نماز کے بعد تینتیس تینتیس مرتبہ سبحان اللہ و الحمدللہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر کہنا بھی ذکرِ مسنون ہے۔

# سوالات

1۔ رسُول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے رحمۃ للعالمین ہونے پر ایک نوٹ لکھیں۔

2۔ اخوت اسلامی کیا ہے؟ اور مسلمانوں کے درمیان رسُول اللہ نے کیسے اخوت قائم کی؟

3۔ مساوات کے بارے میں رسُول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا اسوۂ حسنہ کیا ہے؟

4۔ رسُولؐ پاک کے عفو و درگزر پر ایک نوٹ لکھیں۔ یا آپؐ کے صبر و استقلال پر نوٹ لکھیں۔

5۔ ذکر سے کیا مراد ہے؟ ذکرِ الٰہی کی اقسام اور اس کے فضائل لکھیں۔